جناب عبدالرشید عراقی صاحب

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

اتر پردیش (یو۔پی) کے اضلاع میں ضلع اعظم گڑھ اپنی زرخیزی اور شادابی میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس خطہ ارض سے ایسے ایسے باکمال افراد ابھرے جن کے کارناموں پر ملّت اسلامیہ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

مولانا شاہ ابواسحاق بھیروی (م ۱۳۲۴ھ)، مولانا حبیب الرحمٰن مئوی (م ۱۳۴۱ھ) ملّا حسام الدین مئوی (م ۱۳۱۰ھ)، مولانا حمیدالدین فراہی (م ۱۳۴۹ھ)، مولانا سعادت اللہ جراج پوری (م ۱۳۲۳ھ)، علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ)، مولانا شبلی متکلم (م ۱۳۹۳ھ) مولانا عبدالسلام ندوی (م ۱۳۷۶ھ) مولانا حافظ عبداللہ مئوی (م ۱۳۳۷ھ) مولانا عبداللہ شائق مئوی (م ۱۳۹۴ھ)، مولانا فیض اللہ مئوی (م ۱۳۱۶ھ) مولانا محمد بشیر رحمانی مبارکپوری (م ۱۳۸۸ھ)، مولانا محمد علی مئوی (م ۱۲۵۲ھ) مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۶ھ) مولانا نذیر احمد املوی (م ۱۳۸۵ھ) وغیرہ اسی ضلع سے تعلق رکھتے تھے اور یہ سب حضرات اپنے اپنے وقت کے درخشندہ ستارے تھے۔

مشہور مفکر مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایم۔اے ایڈیٹر "ماہنامہ "برہان" دہلی لکھتے ہیں کہ

> اعظم گڑھ ایک بڑا مردم خیز خطہ ہے۔ اس جیسے اور علاقوں کے سوتے خشک ہوگئے یا ہونے جارہے ہیں۔ لیکن اس کی زرخیزی نہ صرف قائم ہے۔ بلکہ روزافزوں ہے۔
>
> (برہان جون ۱۹۷۶ء)

اور بقول محمد اسمٰعیل سہیل ؂

اس خطۂ اعظم گڑھ پہ مگر فیضان تجلی ہے یکسر
جو ذرہ یہاں سے اٹھتا ہے وہ نیّر اعظم ہوتا ہے

مولانا عبدالرحمان صاحب مبارکپوری (م ۱۳۵۲ھ) یہی ضلع اعظم گڑھ کے نیّر تابان تھے جن کا یہاں تذکرہ مقصود ہے۔

مولانا عبدالرحمان مبارکپوری کی ذات علمی، دینی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی بلند پایہ تصانیف ان کے تعارف کے لیے کافی ہیں۔

مولانا عبدالرحمان مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری[1] (م ۱۳۳۱ھ) کے فرزند تھے آپ ۱۲۸۳ھ مبارک پور کے ایک محلہ صوفی پورہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم قرآن شریف اور عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا حافظ عبدالرحیم سے پڑھیں۔

اساتذہ آپ نے متوسطات تک تعلیم مولوی خدا بخش میراج گنجی (م ۱۳۳۳ھ) مولانا محمد سلیم خرا ہی (م ۱۳۳۴ھ)، مولانا سلامت اللہ چراغ پوری (م ۱۳۲۳ھ) اور مولانا فیض اللہ مئوی (م ۱۳۱۶ھ) سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں داخل ہوئے۔ جو ان دنوں مشرقی یو۔پی کا مشہور علمی و دینی ادارہ تھا۔ اور اس میں اس وقت کے مشاہیر اساتذہ درس دیتے تھے مولانا عبدالرحمان نے اس مدرسہ میں مولانا حافظ عبداللہ مئوی (م ۱۳۲۱ھ) اور

---

[1] مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری عالم باعمل اور مشہور طبیب تھے۔ حفظ قرآن اور قرأت وتجوید کی تعلیم قاضی امام الدین جون پوری، صرف اور نحو اور دیگر علوم کی تکمیل مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں اور مولانا فیض اللہ مئوی اور ملا حسام الدین مئوی سے حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل قاضی شیخ محمد مچھلی شہری سے کی۔ جن کو شیخ عبدالحق بنارسی تلمیذ قاضی شوکانی سے سند حدیث حاصل تھی۔ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔
(تذکرہ علمائے حال ص ۴۳۔ تراجم علمائے حدیث ہند ص ۲۹۸)
(تذکرہ علمائے مبارکپور ص ۱۴۶۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۵۶)

محمد فاروق چڑیاکوٹی (م ۱۳۲۷ھ) سے متوسطات اور منتہی کتابیں تک پڑھیں۔ اور یہیں صرف، نحو، ادب، عربیت، معانی، بیان، منطق، فلسفہ، ریاضی، ہیئت، فقہ اصول فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کی۔ اس مدرسہ میں آپ کا قیام تقریباً ۵ سال رہا۔ اس کے بعد آپ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) کے ایماپر شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ اور آپ سے مشکوٰۃ، جلالین، بلوغ المرام، اوائل ہدایہ، تفسیر بیضاوی نخبۃ الفکر، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، اور سنن نسائی کے اواخر اور سنن ابن ماجہ کے اوائل پڑھے۔

حضرت شیخ الکل سے سند حاصل کرنے کے بعد علامہ شیخ حسین بن محسن یمانی انصاری (م ۱۳۲۷ھ) سے صحاح ستہ، موطا امام مالک، مسند دارمی، مسند امام شافعی، مسند امام احمد بن حنبل، الادب المفرد، معجم طبرانی صغیر اور سنن دارمی کے اطراف پڑھ کر روایت کی اجازت حاصل کی۔ اور ۱۳۱۳ھ میں قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری (م ۱۳۲۴ھ) سے سند مسلسل بالاولیۃ، اوائل بلوغ المرام واربعین سنداً ومتناً کی سند لی۔

سند یہ ہے، عبدالرحمان عن الشیخ محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری عن الشیخ عبدالحق بنارسی عن قاضی الشوکانی۔

اسی سند پر مولانا نے فاتحہ الفراغ پڑھی اور ۱۳۱۳ھ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد مولانا عبدالرحمان جب تعلیم سے فارغ ہو گئے تو آپ نے تبلیغ اسلام واشاعت توحید و سنت کے لیے تدریسی مشغلہ اختیار کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے مبارک پور میں ایک دارالتعلیم قائم کیا۔ اور وہاں تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد بلرام پور (گونڈہ) میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور وہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد اللہ نگر (گونڈہ) کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ضلع گونڈہ کے مدرسہ سراج العلوم میں تشریف لے گئے۔ جو آپ کے

ایما پر قائم کیا گیا تھا۔ اس مدرسہ میں مولانا کافی عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔
اس زمانہ میں آپ کے استاد محترم مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری دم ۱۳۳۷ھ
جو مدرسہ احمدیہ میں مدرس تھے۔
مولانا مبارکپوری کو مدرسہ احمدیہ میں طلب کر لیا۔ چنانچہ آپ مدرسہ احمدیہ میں تشریف لے گئے اور وہاں آپ دینی و علمی خدمت انجام دینے لگے۔ اسی دوران مولانا مبارکپوری کی علمی قابلیت کا شہرہ ہو گیا۔ اور دور دور کے اہل مدارس کی نظر آپ پر اٹھنے لگی۔ چنانچہ کلکتہ کے مشہور مدرسہ دار القرآن والسنۃ کے ناظم نے مولانا کو کلکتہ آنے کی دعوت دی۔ آپ نے اس سلسلہ میں حافظ غازی پوری سے اجازت طلب کی۔ چنانچہ حافظ صاحب نے اس کی اجازت دے دی۔ اور آپ کلکتہ تشریف لے گئے۔ اور آپ نے چند سال اس مدرسہ میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ یہ مولانا کا تدریسی سفر آخری تھا۔ اس مدرسہ میں قیام کے کچھ عرصہ بعد آپ مبارک پور واپس تشریف لے گئے۔ اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

علامہ شمس الحق کی رفاقت

مولانا عبدالرحمان ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۳ھ یعنی چار سال علامہ شمس الحق صاحب ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) کے ساتھ عون المعبود فی شرح ابی داؤد کی تصنیف و تالیف میں ممد و معاون رہے۔
مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی دم ۱۹۶۶ء) لکھتے ہیں۔

سنن ابی داؤد کی مشہور عربی شرح عون المعبود فی شرح ابی داؤد مولانا شمس الحق (ڈیانوی) کے ادارہ میں آپ بھی مصنف کے شریک تھے۔ قاضی یوسف حسین خان پوری ہزاروی اور مولوی محمد شاہ جہان پوری بھی تھے۔ مگر مولانا شمس الحق کو سب سے زیادہ اعتماد آپ پر تھا۔ موخر الذکر ہر دو اصحاب سے اگر سہو ہو جاتا۔ تو اس کی اصلاح شارح رحمہ اللہ آپ سے کراتے۔

(تراجم علمائے حدیث جلد اول ص ۴۰۲)

جیسا کہ عون المعبود کے مقدمہ میں ہے۔ ۵

کتب العلامۃ ابو الطیب شمس الحق العظیم آبادی وتوخر

علی معاونتہ فی اکمالہ العلامۃ ابو العلی محمد عبد الرحمان بن عبد الرحیم المبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی مدۃ اربعین سنین الخ۔ (مقدمہ ص۲ مطبوعہ مکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ)

فتاویٰ نذیریہ (جو حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی طرف سے دو جلدوں میں شائع ہوا ہے) کے منتشر اوراق علامہ شمس الحق صاحب مرحوم نے آپ کے حوالے کیے تھے۔ جنہیں مرحوم نے اس صورت میں مرتب فرما کر شائع کیا۔ مولانا نے حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری کے فتاویٰ بھی جمع کیے تھے۔ مگر وہ شائع نہ ہو سکے۔

تصانیف :-

مولانا کی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مطبوعہ :-

(۱) تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی (عربی)

یہ شرح چار ضخیم جلدوں میں ہے اور اس کے ساتھ مقدمہ علیحدہ ہے۔ یہ شرح نصرت عمل بالحدیث کے لیے ہے۔ جس میں شروح احادیث کے عام طرز کا تتبع ہے اس شرح کی خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) جامع الترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدر ضرورت لکھا گیا ہے اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی دے دی گئی ہے اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے۔ اس کا نشان دے دیا گیا ہے۔

(۲) جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔ یعنی اس کتاب کی حدیثوں کو امام ترمذی کے علاوہ اور جن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ ان کا اور ان کی کتابوں کا نام بتا دیا گیا ہے۔

(۳) امام ترمذی نے وفی الباب کے عنوان سے جن احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کی مفصل تخریج کی گئی ہے۔ اور ان احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کیے گئے ہیں۔ احادیث مشار الیہا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جا بجا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۴) تصیح و تحسین حدیث میں امام ترمذی کا تسائل مشہور ہے۔ اس لیے ہر حدیث کی تحسین و تصیح کے متعلق دیگر ائمہ فن حدیث کے اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں۔ اور جن احادیث کی تصیح و تحسین میں امام ترمذی سے تسائل ہوا ہے اُس کی تقریح کر دی گئی ہے۔

(۵) اسنادی و متنی اشکالات کے حل و ایضاح کی طرف خاص طور سے توجہ کی گئی ہے۔

(۶) احادیث کی توضیح و تشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔ اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مذہب و مسلک پر منطبق کرنے کے لیے غلط اور رواہی تاویلیں و تقریریں کی ہیں۔ ان کی تاویلات و تقریرات کی کافی تغلیط و تردید کر دی گئی ہے۔ اور احادیث کے صحیح مطالب و مضامین جو سلفِ صالحین اور فقہا محدثین کے نزدیک معتمد و مستند ہیں۔ بیان کیے گئے ہیں۔

(۷) اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کر کے مذہب حق و راجح کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی نصرت و تائید کی گئی ہے اور مذاہب مرجوحہ و غیر صحیحہ کے دلائل کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔

مقدمہ تحفۃ الاحوذی :۔

مولانا مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی کا ایک مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

یہ مقدمہ دو باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں اہم فصلیں ہیں۔ جن میں عام فنون حدیث کتب حدیث۔ ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کارآمد اور ضروری فوائد جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور دوسرا باب ۱۷ فصلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذیؒ کے متعلق نہایت ضروری اور غایت درجہ مفید مباحث مذکور ہیں۔ باب ثانی جن نادر اور قیمتی فوائد پر مشتمل ہے ان کا جاننا جامع ترمذی کے طالب علم کے لیے از بس ضروری ہے اور مباحث کو پڑھے بغیر جامع ترمذی کا پڑھنا اور پڑھانا بے معنی اور لاحاصل ہے۔

مقدمہ میں مختلف مناسبتوں سے ۱۱۵ ر ائمہ حدیث و تفسیر و فقہ و لغت کے

تراجم بھی آگئے ہیں اُس کی تمام خوبیوں کا سرسری اندازہ شروع میں ملحقہ فہرست سے ہو جاتا ہے جو ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ کا حجم ۴۴۲ صفحات ہے۔ آخر میں مولانا مبارکپوری رح کا مختصر ترجمہ ہے (سیرۃ البخاری ۴۳۰ تا ۴۳۱)

(۲) شفاء العلل فی شرح کتاب العلل (عربی)

(۳) ابکار المنن تنقید اثار السنن۔

مولانا شوق نیموی "(حنفی)" نے نصرت تقلید میں بلوغ المرام فی ادلۃ الاحکام کے نہج پر حدیث کی ایک کتاب "آثار السنن" لکھی جس میں اپنے شعار تقلید کی۔ احادیث چن چن کر بھر دیں۔ مولانا مبارکپوری نے اس کتاب کے جواب میں "ابکار المنن فی تنقید آثار السنن" لکھی، اس کتاب میں شوق صاحب کی تمام کاوشوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

(۴) تحقیق الکلام فی وجوب القراۃ خلف الامام (اردو)

دو حصوں میں۔ حصہ اوّل میں نہایت تحقیق اور بسط و تفصیل کے ساتھ مسئلہ وجوب قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا اثبات اور مانعین کے تمام رسائل و مباحث متعلقہ قراءۃ خلف الامام کا عموماً اور رسالہ ہدایۃ المعتدی و رسالہ خاتم الکتاب و ابواب قراءۃ آثار السنن کا خصوصاً کافی و شافی جواب دیا گیا ہے۔

حصہ دوم میں مانعین قراءت خلف الامام کے تمام دلائل قدیمہ و جدیدہ کا مدلل و مفصل جواب دیا گیا ہے اور خاص طور پر رسالہ الفرقان کا جواب لکھا گیا ہے۔

(۵) خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون (اردو)

(۶) المقالۃ الحسنٰی فی سنیۃ المصافحۃ بالید الیمنٰی (اردو)

(۷) نور الابصار فی ثبوت اقامۃ الجمعہ فی القرای (اردو)

اس رسالہ میں پہلے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز جمعہ، بجز پانچ شخص۔ مریض۔ غلام۔ عورت۔ لڑکے۔ اور مسافر کے ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے اور شہر و دیہات وغیرہ ہر مقام میں اقامت جمعہ جائز و صحیح ہے پھر رسالہ جامع الآثار مصنفہ مولوی ظہیر احسن شوق صاحب کا قابل دید جواب لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ دو باب پر منقسم ہے۔

باب اوّل میں شوق صاحب کے ادلہ ثمانیہ کے نہایت معقول اور دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں اور باب دوم میں آپ کی بقیہ باتوں پر خوب تنقید کی گئی ہے۔

مولانا مبارک پوری مرحوم نے یہ رسالہ مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی صاحب عون المعبود فی شرح ابو داؤد کی ہدایت پر تصنیف کیا تھا۔

(۸) ضیاء الابصار
(۹) تنویر الابصار } فی تائید نور الابصار۔ (اردو)

(۱۰) القول السدید فی ما یتعلق بتکبیرات العید۔ (اردو)

(۱۱) کتاب الجنائز۔ (اردو)

اس کتاب میں مولانا مرحوم نے جانکنی کے وقت سے کر تجہیز و تکفین اور اس کے بعد تک کے احکام و مسائل احادیث کے مطابق سلیس اردو میں تحریر کر دیئے ہیں۔

(۱۲) اعلام اہل الزمن من تبصرۃ آثار السنن۔

غیر مطبوعہ۔

(۱) الدر المکنون فی تائید خیر الماعون۔ (اردو)

(۲) ارشاد الہائم الی اخصاء البہائم (اردو)

(۳) الوشاح الابریزی فی حکم الادا الانکلیزی (اردو)

(۴) الکلمۃ الحسنیٰ فی تائید المقال الحسنیٰ (اردو)

(۵) رسالہ در حکم دعا بعد صلوٰۃ مکتوبہ (ناتمام) اردو

(۶) رسالہ عشر (ناتمام) اردو

تلامذہ

مولانا کے تلامذہ کی فہرست بڑی طویل ہے جن میں عرب و عجم کے علماء شامل ہیں۔ چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

(۱) مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب۔ سیرۃ البخاری۔ (م ۱۳۴۲ھ)

(۲) مولانا عبید اللہ مبارکپوری مدظلہ العالی صاحب مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ مصابیح۔

(۳) مولانا نذیر احمد دہلوی۔

(۴) مولانا عبدالصمد حسین آبادی (م ۱۳۶۷ھ)
(۵) مولانا محمد بشیر رحمانی مبارکپوری (م ۱۳۸۸ھ)
(۶) شیخ عبداللہ نجدی۔
(۷) شیخ علامہ ڈاکٹر محمد بن عبدالقادر تقی الدین الہلالی المراکشی استاد جامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ۔
(۸) مولانا نعمت اللہ بنگالی۔
(۹) مولانا ابو محمد عبدالجبار کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ)
(۱۰) مولانا محمد اسحاق آردی۔
(۱۱) مولانا ابو النعمان عبدالرحمان مئوی۔ (م ۱۳۵۵ھ) وغیرہم

مولانا کی شخصیت

مولانا عبدالرحمان مرحوم مبارکپوری کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ مولانا کے تبحر علمی اور علم حدیث میں مہارت پر ان کی تصانیف شاہد ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیف تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی کو اللہ نے عالم اسلام اور عرب ممالک میں جو شہرت و مقبولیت دی ہے، شاید متاخرین علمائے پاک و ہند میں کسی کی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔ اسی طرح ابکار المنن اور تحقیق الکلام آپ کے تبحر علمی کے شاہکار ہیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل سے بھرپور نوازا۔ وقت نظر، باریک بینی، ذکاوت طبع اور کثرت مطالعہ کے اوصاف و کمالات نے آپ کو جامع شخصیت بنا دیا تھا۔ خاص طور پر علم حدیث میں تبحر و امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ قوت حافظہ بھی خداداد تھی۔ بینائی سے محروم ہو جانے کے بعد بھی درسی کتابوں کی عبارتیں زبانی پڑھا کرتے تھے۔ اور ہر قسم کے فتاویٰ لکھوایا کرتے تھے۔ مولانا اپنی تصانیف میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ فقہا خاص طور سے احناف کے بارے میں نہایت شدید رویہ رکھتے تھے۔ اور بڑی شد و مد سے ان کا رد کرتے تھے۔ مگر یہ معاملہ صرف تصانیف تک محدود تھا جو سراسر علمی و تحقیقی تھا۔

(باقی صد ۲۴ پر)